حسن منظر کے افسانوں کے نمائندہ مرد کردار

وحید اللہ خان[1]، پروفیسر ڈاکٹر روبینہ شاہین **

Abstract:

"Hasan Manzar's fictionization encompasses sheer human emotion, psychology, sociology and multifacets of civilization. His subject matter begins and ends at the well-being of human beings. The fundamental objective of his fiction is the elevation of humanity. He draws his characters from social setting including farmers, landlords, clerks, feudals and politicians. Similarly, the characters of his fiction include femalefolk; housewives and even whores. He is dexterous in the art of characterization. He knows how to draw his characters and expound his theory through them. He keeps his finger on the pulse of society and propagates social change by dint of his sheer sense of reformation. Hense his characters are full of life and proparage his ideas."

ایک تخلیق کار، بالخصوص فکشن لکھنے والے کے نظریات کی ترجمانی کے لئے ان کی کہانیوں میں موجود کردار،اظہار کا بہترین ذریعہ ہوتے ہیں۔داستانوں کے بر عکس آج کے کردار حقیقی زندگی سے مستعار، جیتے جاگتے انسان کا روپ دھار کے،نفسیات، روزمرہ معمولات،زندگی کے نشیب وفراز اور حسن و قبح سے مزین، مخصوص عہد، ماحول،ثقافت اور اقدار و روایات کے حقیقی ترجمان ہوتے ہیں۔آج کا ادیب ان تمام حربوں سے آشنا ہے جن کی بنا پر وہ انسانی معاشرت اور ان سے وابستہ رویوں اور رجحانات کی وضاحت اپنے منتخب کردہ کرداروں کی بدولت نفسیاتی حوالوں سے کرتا ہے۔ساتھ ہی ان احساسات اور توقعات کو بھی اجاگر کرتا ہے جن کا براہ راست تعلق انسانی زندگی سے ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج کے موجودہ کردار فطری اور حقیقی ہونے کے باوصف رحمان اور شیطان کے بیچ بشریت کے عہدے پر براجمان ہوتے ہیں۔

حسن منظر کا شمار بھی آج کل کے جدید فکشن لکھنے والوں میں ہوتا ہے۔ان کے ہاں حقیقت نگاری کے بہترین مرقع دیکھنے کو ملتے ہیں۔کسی بھی نظریےیااِزم سے متاثر ہوئے بغیر ادب برائے زندگی کے اصول پر عمل پیرا ہو کر اپنے ارد گرد ماحول کی تصویر کشی بہترین انداز میں کرکے قلم قبیلے میں اپنی انفرادیت واضح کرنے کی کوشش کررہےہیں۔حسن منظر کی زیادہ تر تخلیقات معاشرتی،مذہبی اور سیاسی و تہذیبی پہلو لیے ہوتے ہیں،جن میں وہ انسانی عظمت و وقار اور اصلاح کی بات کرتے ہوئے دکھائی دیتےہیں۔ان کا بنیادی مقصداپنی تحریروں کے ذریعے معاشرتی سطح پر اس احساس کو اجاگر کرنا ہے کہ انسان کا مقام سب سے مقدم اور ضروری ہے۔جس کے لئے وہ مذہب، معاشرت اور سیاست کے ان پہلوؤں کومنظر عام پر لاتے ہیں جن میں انسان کی فلاح کا راز مضمر ہو۔اس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے کردار ہمارے معاشرے سے منتخب کردہ ہوتےہیں،وہ ہر طبقے اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے افسانوں کا حصہ بناتے ہیں۔ان میں کسان بھی ہوتے ہیں اور مزارع بھی۔گھروں میں کام کرنے والے معمولی نوکروں کے قصے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بڑے جاگیرداروں سے بھی ہمارا سامنا ہوتا ہے۔وہ معاشرے کے اندر پنپنے والے ہر رویے کو اپنے کرداروں کی مدد سے منظر عام پر لاتے ہیں۔یہ کردار ہماری روزمرہ زندگی میں ہمارے اردگرد موجود اور زندگی پر اثر انداز ہوتے ہوئے دکھائی دیتےہیں۔حسن منظر کے کردار جان دار اور زندگی کی حرارت سے پر ہوتے ہیں۔ان

---

[1]پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، جامعہ پشاور، پشاور
** صدر شعبہ اردو، جامعہ پشاور، پشاور

میں ارتقاء کی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں اور سب سے بڑھ کر نفسیاتی آدرش کے حامل ہوتے ہیں۔ذیل میں حسن منظر کے افسانوں کے حوالے سے ان کے نمائندہ مرد کرداروں کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

مستری علی حسین

نو عمر بچوں سے جنسی مشقت کے تصور نے ہمارے معاشرے میں یہ تصور پھیلایا ہے کہ اگر کوئی شخص ان جیسے کام کرنے والے بچوں سے تھوڑی بہت ہمدردی اور رحمدلی دکھانے کی کوشش کرے تو انہیں شک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔افسانہ''داشتہ'' میں موجود مستری علی حسین کا کردار بھی ایک ایسے رحمدل شخص کاہے جو اپنی دکان پر کام کرنے کے لئے آنے والے 'چنے' سے پدرانہ شفقت کے اظہار اور خطر داری کے بعد لوگوں کی نظروں میں آجاتےہیں۔چنا،جسے اس کی دادی، ایک فیکٹری سے اس بنا پر نکال باہر کرتی ہے کہ وہاں انہیں گندی باتیں سکھائی جاتی ہیں، مستری علی حسین کی دکان پہ بٹھاتی ہے۔علی حسین کو چنے کے کردار میں کسی بھی قسم کی کوئی خرابی نظر نہیں آتی اور وہ انہیں سیدھا سادا لڑکا سمجھ کردلدل میں جانے سے روکنے کی ٹھان لیتاہے۔

محلے کے لوگ، آس پاس کے دکاندار،حتیٰ کہ ان کی اپنی بیوی علی حسین کے طرزِعمل کو مشکوک نگاہوں سے دیکھ کر الزام تراشی سے باز نہیں آتے۔جس کا وقتی تاثر غصے میں بدل کر معصوم چنے کی سرزنش اور مار پیٹ پہ ختم ہوجاتا ہے۔مگر ان سب کے باوجود علی حسین کے دل میں چنے کے لئے رحم اور محبت کے پر خلوص جذبے کی شدت ٹھنڈ نہیں پڑ جاتی۔وہ اب ان کی حفاظت محلے کے شر پسند لوگوں سے اپنا فرض سمجھنے لگتا ہے۔انہیں اس بات کا ادراک ہوجاتا ہے کہ؛

> ''وہ دلدل میں رہتا ہے،یہ اس پر واضح ہوچکا تھا اور دلدل سے بدبو ہی آتی ہے یہ بات بہت صاف تھی۔''(1)

مستری علی حسین کی شرافت، رحمدلی اور پر خلوص جذبے ہی کی بدولت چنا ہر مشکل وقت میں ان کے ساتھ رہتا ہے۔سائیکل چوری کے واقعات میں ان کے ساتھ معاونت ہوں یا پولیس سے مقابلہ اور یا پھر محلے کے ہندو دکان داروں سے لڑائی جھگڑا، چنے نے ہر موڑ پر علی حسین کی شخصیت، ان کے خلوص اور شفقت سے متاثر ہو کر ان کی مدد کی۔یہ علی حسین کے کردار کی مضبوطی ہے اور مصنف کے نظریے کی غمازی، کہ معاشرہ کے اندر ان جیسے کرداروں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔علی حسین کا کردار بجائے اس کے، کہ طاقت و اختیار رکھتا ہے، گناہ کے خوف سے معاشرے کی اس اکثریت کا حصہ نہیں بننا چاہتا جنہوں نے ناسور کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔

> ''خود اسے یہ نیا مشغلہ پسند تو آیا تھا پر وہ گناہ سے بھی ڈرتا تھا۔'' (۲)

علی حسین کا کردار ایک مثبت کردار ہے۔بشری کمزوریوں کے ہوتے ہوئے ان کے دل میں ایک انسان کے لئے بدی کا تصور نہیں پایاجاتا۔ایک معصوم اور لاوارث بچے کی کفالت کے ساتھ وہ بملا جیسی ناچنے اور گانے والی ہندو عورت کے ساتھ نکاح کر کے ذات پات، نسل،مذہب اور طبقات سے بالا تر ہو کر معاشرے کا ایک مثالی فرد ثابت ہوتاہے۔ یہ الگ بات کہ عدم برداشت اور لوگوں کے اندر پائی جانے والی بے حسی ان سے سب کچھ چھین لیتی ہے مگر وہ کسی بھی مقام پر اپنے اندر پائی جانے والی خیر کی قوتوں کی پسپائی برداشت نہیں کر سکتا۔

امیر بخش

افسانہ ''سوئی بھوک'' کا امیر بخش، جس کا نام معاشرتی تفریق کی بدولت'' امیربشک'' پڑ جاتا ہے، نچلے طبقے کا پسماندہ کردار ہے۔بھوک سے متاثرہ یہ علامتی کردار اس خاص سماج کا ترجمان ہے جن کے حقوق سرمایہ درانہ اور جاگیردرانہ طبقے نے غضب کر رکھےہیں۔اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باشعور لوگ جن کی میٹینگز اور کانفرنسوں کا لب لباب غریب اور پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود سے شروع اور انہی پہ ختم ہوتا ہے، کے سارے دعوے محض کاغذی کاروائیوں اور تقریروں تک محدود ہوتے ہیں۔سرمایہ درانہ رویوں کے شایانِ شان اعلیٰ ادرش رکھنے

والوں کے پاس بھی احساس کی محرومیت اور ذاتی اغراض و مقاصد نے معاشرے کو تضادات کا شکار بنا رکھا ہے۔جس کا نتیجہ امیر بخش کی بھوک کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔صدیوں پر پھیلی اور سرمایہ درانہ چنگل میں جکڑی ہوئی اس بھوک کا علاج پڑھے لکھے لوگوں کے پاس بھی امیر بخش کو نظر نہیں آتا۔مصنف نے یہاں پر علامتی طرز اختیارکرکے امیر بخش کی بھوک کو اجتماعی بھوک کی شکل دینے کی کوشش کی ہے۔یہ بھوک جب ایک بار کھل جائے تو اس کے لئے کسی شہر، یا مضافات، حتیٰ کہ پورے ملک کی خوراک کم پڑنے لگتی ہے۔امیر بخش کو اس کے پروفیسر،مالک کی طرف سے دعوت میں شرکت اور پھر اس کی سوئی ہوئی بھوک کی بیداری، دراصل اس کردار کی وساطت سے بحیثیت مجموعی اس طبقے کے استحصال کو واضح کرتی ہے۔امیر بخش جیسے مزدور پیشہ، کسان،دیہاڑی دار اور مختلف چھوٹے موٹے کام کرنے والوں کی بھوک کوئی معمولی بھوک نہیں ہوتی۔اس میں صدہا قسم کی محرومیاں اور بے اعتدالیاں شامل ہوتی ہیں۔اور پھر جب یہی لوگ مانگنے پہ آجاتےہیں تو کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے منہ کا نوالہ بن جاتا ہے۔

''چیزیں اِدھراُدھر سے اُڑاُڑ کر دوبارہ امیربشک کے مُنھ میں جانے لگیں۔'' (۳)

امیر بخش ارتقائی حوالے سے ایک مضبوط کردار ہے۔اچھے مستقبل کی تلاش اور ناآسودہ زندگی سے نجات پانے کی خاطر گاؤں چھوڑ کر شہر چلا جاتا ہے،جو اس کے اندر اس نظام کے خلاف احتجاج اور کچھ کرنے کی صلاحیتوں کو ظاہر کرتی ہے۔بعد میں اپنے بھوک کو مٹانے کی غرض سے ہر چیز کو تر نوالہ بنانے کی جرات اور ان کے ارادوں کی مضبوطی، ایک باعمل کردار کو جنم دیتی ہے۔وہ موت کو گلے تو لگا لیتاہے مگر اپنے پیچھے استحصالی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہو کر اپنے حق کے لئے لڑنے کی مثال بھی چھوڑ جاتا ہے۔

<u>ابن حسن</u>

حسن منظر کے افسانوں میں بارہا ایسے مرد کرداروں سے ہمارا سامناہوتا ہے جن کے لئے معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی قوانین و قیود کوئی معنی نہیں رکھتے۔جن کی بنا پر معاشرے میں مرد اور عورت کی سماجی حیثیت، مقام و مرتبہ، خواہشات واحساسات کافی حد تک متاثر ہو جاتے ہیں اوریوں ایک جیتا جاگتا معاشرہ تضادات کا شکارہو کر رنگینی کھو بیٹھتا ہے۔

افسانہ ''روکنگ چیئر'' کا ابنِ حسن روایتی مردانہ پن کامظاہرہ کرنے والا کردار ہے،جو ضد،انا،شک، اور غصے و اشتعال کا زندہ نمونہ ہے۔محلے کی ایک لڑکی یلدہ کو جنسی طور پر بلیک میل کر کے اپنی ہوس پوری کرتا رہتا ہے۔اس با ت کی پرواہ کیے بغیر کہ اس لڑکی پر کیا گزرے گی،وہ ملاقات کی تاریخ اور وقت مقرر کر کے چل نکلتا ہے۔اس کا مطمع نظر صرف اور صرف عورت کو عیاشی کا ذریعہ سمجھنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔عورت کو نفسانی خواہشات کا ذریعہ سمجھنا، انہیں مجبور و لاچار بنا کر محکوم رکھنااور ان کی جائز خواہشات کا گلہ گھونٹنا،ابنِ حسن کے نزدیک مرد کے وقار اورخودداری کی علامت تصور کی جاتی ہے۔

ارتقائی حوالے سے ابنِ حسن کے کردار کی اٹھان جس مضبوطی سے ہوئی تھی آخر میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک بے جان کردار کا روپ اختیا ر کر لیتاہے۔ان کے پاس جب بیرون ملک سے واپسی تک کا کرایہ نہیں ہوتا تو وہ یلدہ کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور پھر رقم کی ادئیگی بھی نہیں کرتے۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی مردانگی اور خود اعتمادی کا سارا نشہ کافور ہوجاتاہے۔ایک دوسرے موقع پہ جب یلدہ پر شادی کے دوسرے ہی دن ان کی اصلیت ظاہر ہوجاتی ہے اور وہ انہیں چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے جانے لگتی ہے، تب وہ کس طرح ایک ہارے ہوئے انسان کی طرح رونا شروع کر دیتاہے۔جب منت و زاری سے کام نہیں نکلتا تو دھونس،دھمکیوں پر اتر آتا ہے،مگر ارادے کی کمزوری اور حوصلے کی کمی کے باعث یلدہ کو جانے سے نہیں روک پاتا۔مذہبی حوالے سے وہ خود کو کمیٹیڈ انسان تصور کرتا ہے مگر یلدہ کا نماز پڑھنا انہیں پسند نہیں ہوتا۔اپنے خاندان کی کفالت کی خاطر انہیں یلدہ کی بہن کا دفتروں میں کام کرنا ایک آنکھ نہیں بھاتا، مگر وہ خود ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا کوڑی کوڑی کا مختاج رہتا ہے۔

ابنِ حسن کے کردار میں موجود تضاد ان کی شخصیت کو داغدار کر دیتا ہے اور عین اس

لمحے وہ حسن منظر کے مردانہ سماج کا، وہ مثالی نمونہ بن کے رہ جاتا ہے جس کے ذریعے وہ معاشرے کے اندر پروان چڑھنے والے غلط رویوں کو آشکارا کرتے ہیں۔وہ قاری کے سامنے ایسے کردار لاکر نفرت انگیز بنانا چاہتے ہیں اوریہی ان کے تخلیقی جوہر کا شاخسانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

محمد احمد عرف ممّا

افسانہ ''بکھیڑا'' کا محمد احمد عرف ممّا،معاشرے کے اندر مثبت رویوں کا حامل کردار ہے جو ایک طرح سے حسن منظر کا ''مثالی انسان'' بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ایک جان دار، با عمل اور ارتقا پزیر کردار ہے جس میں وہ تمام خوبیاں شامل ہیں جو ایک اچھے،اعلیٰ و ارفع اور اخلاقی لحاظ سے مضبوط انسان میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔پیشے کے لحاظ سے محمد احمد بڑھئی ہے مگر اخلاقی قد کاٹھ میں سب سے اونچا ہے۔وہ امانت میں خیانت نہیں کرتا، کام کرنے کے بعد کیلیں، گٹکے، پینچ اور قلابے حتیٰ کہ رندے کی چھیلن تک مالک کے حوالے کرکے اٹھتاہے۔وقت کی پابندی کا خاص خیال کرتا ہے۔ان کے ہاں دوسروں کا احساس ہوتا ہے اور اپنی اس خوبی کے باوصف محلے والوں اور جان پہچان کے لوگوں میں عزت و منزلت کا حقدار ٹھہرایا جاتا ہے۔

محمد احمد بغیر کسی لالچ اور کسی حرص کی پرواہ کیے،سکونِ دل کی خاطر چھوٹے موٹے کام کر کے اطمینان کی زندگی گزار رہاتھا کہ ایک سیٹھ کی طرف سے ملنے والے ٹھیکے پہ کام شروع کردیتا ہے۔ اس کام میں نہایت مناسب رقم،کم وقت میں ہاتھ آنا شروع ہوجاتی ہے جو اس کے دن پھیر دیتے ہیں۔محمداحمد اس نئے کام میں مگن ہو کر اپنی بستی اور لوگوں کو یکسر فراموش کردیتاہے۔وہ ان لوگو ں کے کاموں کو اب درخوئے اعتنا نہیں سمجھتا۔لالچ اور حرص کے چکر میں پڑ کر اپنے عزیزوں،رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتاہے۔مگر کچھ عرصہ بعد ہی انہیں احساس ہوجاتا ہے کہ اصل خوشی کا حصول دولت حاصل کرنے میں نہیں بلکہ لوگوں کے دل جیتنے میں ہے۔یوں ایک مرتبہ پھر اس سیٹھ کے دیئے ہوئے کام کو چھوڑ کر اپنے معمول کے کام پر لوٹ آتا ہے۔

''یہ کام نہیں ہے بکھیڑاہے۔خوشی نہیں ہے اس کام میں۔'' (۳)

محمد احمد کے نزدیک اپنے ارد گرد لوگوں کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں اس دھن و دولت سے کہیں بڑھ کر تھیں جو سرمایہ درانہ طبقے کی دین تھی۔وہ غریب طبقے کی خوشیوں،اداسیوں، اور محرومیوں کا احساس رکھنے والا ایسا کردار ہے جو روحانی جذبے سے سرشار ہے۔وہ احساس کی طاقت سے مالامال ہے اور اپنے کردار کی وساطت سے کسی بھی مثبت رویے کو عملی جامہ پہنانے کا گر بھی جانتے ہیں۔ایک موقع پر وہ خود بھی لالچ کا شکار ہو کر اپنے پرائے کا غم بھول جاتا ہے، مگر ان کے اندر پائی جانے والی خیر کی قوت انہیں ایک مرتبہ پھر سیدھے راستے پر لے آتی ہے۔

حسن منظر کے کرداروں کی بُنت میں فنی شعور سب سے اہم چیزہے۔انہوں نے زندگی کے قریب تر کردار تخلیق کیےہیں۔کردار بھی وہ جو زندگی سے پُر اور بشری کمزوریوں، قباحتوں، بد صورتیوں اور خوبیوں سے مزین ہیں۔اس کے ساتھ اپنے ماحول اور تہذیبی تشخص کی انفرادیت نمایاں کرنے کی ان میں صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔سب سے بڑھ کر ان کرداروں کی پیشکش میں وہ ٹھوس حقیقت نگاری کا ثبوت دیتےہیں،جن کی بدولت معاشرے کے ہر رُخ سے پڑھنے والوں کو شناسائی حاصل ہوجاتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حسن منظر،ڈاکٹر،’’ایک اور آدمی‘‘،کراچی،آج کتب خانہ، ۱۹۹۹ء، ص ۱۵٦
۲۔ ایضاً، ص ۱۳۳
۳۔ حسن منظر،ڈاکٹر،’’سوئی بھوک‘‘،کراچی، آج کتب خانہ،۱۹۹۷ء، ص ٦۸
۴۔ حسن منظر، ڈاکٹر، ’’جھجک‘‘، کراچی،شہرزادپبلشرز، ۲۰۱۸ء، ص ۸۱